مولانا نور محمد غفاری۔ ایم اے

انواع تفسیر

قسط : ۲

تفسیر بالرائے کی ممانعت اور وعید

۱۔ قرآن شریف کی روشنی میں

(۱) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ (بنی اسرائیل : ۳۶)
جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا کہ تفسیر کی چار قسمیں ہیں۔ جن میں سے ایک قسم وہ ہے، جس کا علم خدا کو ہے، بندوں کو نہیں۔ (مقدمہ تفسیر ابن کثیرؒ)

(۲) وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔
اور (یہ کہ) اگر تم اللہ کے بارے میں وہ کہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

(۳) فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ۔ (آل عمران : ۷)
سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ (دین میں) شورش ڈھونڈنے کے لئے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے۔

ب۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تفسیر بالرائے

(ا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی خواہ وہ درست بھی ہو تو بھی اس نے غلطی ہی کی۔ (ابوداؤد، ترمذی، النسائی۔)

امام بیہقیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو (اصل بات کا علم خدا کو ہے لیکن) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "رائے" سے وہی رائے مراد لی ہے۔ جو بغیر کسی دلیل کے کہی جائے ورنہ وہ رائے جس کی تائید و توثیق کوئی نص واضح کر دے اسے

تفسیر میں کہنا جائز ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر یہی مصنفؒ فرماتے ہیں: "جو شخص اصول و فروع کی معرفت حاصل کئے بغیر قرآن مجید کے متعلق محض اپنی رائے سے کوئی بات کہے اور اس کی یہ بات اتفاقاً صحیح تفسیر کے موافق بھی ہو جائے تو بھی اس کی یہ موافقت ناپسندیدہ ہو گی۔ کیونکہ یہ موافقت بلا سوچے سمجھے پیدا ہو گئی ہے۔" (کتاب المدخل)

ابن الانباریؒ نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ "بعض اہل علم نے اس کو اس بات پر محمول کیا ہے۔ کہ "رائے" سے "هوٰی" (یعنی نفسانی خواہش) مراد ہے۔ اس لئے جو شخص قرآن کی تفسیر میں کوئی قول اپنی خواہش کے موافق کہے اور اسے علماء سلف سے اخذ نہ کرے تو اگرچہ وہ بات درست بھی کہے تو بھی وہ غلطی ہی کرے گا۔ کیونکہ اس نے قرآن پر ایسا حکم لگایا ہے، جس کی اصل اسے معلوم نہیں، اور نہ اس کے بارے میں اہل اثر (حدیث) اور اصحاب عقل و روایت کے مذاہب سے اس کو کوئی واقفیت بہم پہنچی ہے۔" (بحوالہ الاتقان نوع ۷۸)

(۲) مَنْ فَسَّرَ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ — جو شخص بغیر علم کے (قرآن مجید کی) تفسیر کرے تو چاہیئے کہ وہ مقام جہنم میں بنا لے۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

اس حدیث کی شرح میں ابن الانباریؒ فرماتے ہیں: "اس کے دو معنی ہیں: (۱) یہ کہ کوئی شخص مشکل قرآن کے بارے میں ایسی بات کہے جس کا سراغ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور تابعین رحمہ اللہ علیہم کے مذاہب میں نہیں ملتا ہے۔ تو گویا وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہونے کی کوشش کرے گا۔ (۲) دوسرے معنی جو کہ صحیح تر ہیں، وہ یہ ہیں کہ جس شخص نے یہ جانتے ہوئے کہ حق بات دوسری ہے۔ پھر بھی قرآن کے بارے میں کوئی بات اس کے علاوہ کہی تو چاہیئے کہ وہ اپنا مقام دوزخ میں سمجھ لے۔ (حوالہ الاتقان نوع ۷۸)"

(۳) مَنْ فَسَّرَ بِرَأْیِهٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ — جس نے رائے سے تفسیر کی اس نے تحقیق کفر کیا۔ (مسند احمد)

ابن نقیبؒ فرماتے ہیں: "تفسیر بالرائے کی حدیث کے معنی سے یہ پانچ قول حاصل ہوتے ہیں:

اوّل:- یہ کہ وہ ایسی تفسیر ہو جو بغیر ایسے علوم کو حاصل کئے ہوئے کی گئی ہو، جن کی واقفیت کے بعد تفسیر کرنا جائز ہوتی ہے۔

دوم:- یہ کہ اس متشابہ کی تفسیر کی جائے جس کی تاویل صرف خدا ہی جانتا ہے کسی اور کو

معلوم نہیں ہوتی۔

سوم :۔ یہ کہ ایسی تفسیر کی جائے جو فاسد مذہب کی مقرر (ثابت) کرنے والی ہو۔ کیونکہ مذہب کو اصل بنا کر تفسیر کو اس کے تابع رکھا جائے گا۔ اور جس طریقہ سے بھی ممکن ہو گا اس کے خلاف نہیں کی جائے گی۔ اگرچہ وہ طریقہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔

چہارم :۔ یہ کہ بلا کسی دلیل کے قطعی طور پر یہ تفسیر کر دے کہ اللہ تعالیٰ کی یہی مراد ہے۔

پنجم :۔ یہ کہ اپنی پسند اور بے جا خواہش کے مطابق تفسیر کی جائے۔

(بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن نوع ۷۸)

اقوال علماء امت :۔ ۱۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

أَيُّ السَّمَاءِ تُظِلُّنِي وَأَيُّ الْأَرْضِ	کونسا آسمان مجھے سایہ دے گا اور
تُقِلُّنِي إِذَا أَنَا أَقُولُ فِي كَلَامِ اللهِ	کونسی زمین مجھے جگہ دیگی۔ جب میں اللہ
مَا لَا أَعْلَمُ۔ (ابن جریر صفحہ ۲۶/ج ۱)	کے کلام میں وہ بات کہوں جو میں نہیں جانتا۔

غور کا مقام ہے اور عبرت کا موقعہ ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اپنی عقل کو معیار حق سمجھ کر جو جی میں آتا ہے۔ قرآن کے بارے میں کہہ دیتے ہیں۔ یہ اس ہستی کا فرمان ہے جو وحی کے پہلے لفظ سے وحی کے آخری لفظ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے قرآنی معارف سنے اور سیکھے۔ اور جس کا قول ہے کہ اگر میری سواری سے کوڑا گر جائے تو بھی قرآن مجید سے مدد لوں۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ آپ کی قمیص کے پیچھے چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اس آیت وَفَاكِهَةً وَّأَبًّا ۝ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اَبّ کیا چیز ہے؟ پھر فرمانے لگے " اس تکلف کی تمہیں کیا ضرورت؟ اس کے نہ جاننے میں کیا حرج ؟" (مقدمہ تفسیر ابن کثیر ص ۱۷)

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن میں جو ایک ہزار سال کے برابر کے دن کا ذکر ہے۔ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا اور جو پچاس ہزار سال کے برابر کے دن کا ذکر ہے، وہ کیا۔؟ اس نے کہا: "میں تو آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: " یہ دو دن ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ان کا حقیقی علم خدا تعالیٰ کو ہے۔" (مقدمہ تفسیر ابن کثیر ص)

خیال فرمائیے کہ اتنے بڑے مفسر قرآن نے تفسیر میں کس قدر احتیاط برتی! کہ جس بات کا علم

نہ تھا اس کے بیان سے صاف انکار کر دیا۔ (اَللّٰھُمَّ ارزقنا اتباعھم۔ آمین)

۴۔ جندب بن عبداللہؓ سے ایک مرتبہ طلق بن حبیبؒ نے ایک آیت کی تفسیر پوچھی (شاید وہ متشابہات کی قبیل سے ہوگی۔) فرمانے لگے "اگر تم مسلمان ہو تو تمہیں قسم ہے اگر یہاں سے چلے نہ جاؤ یا فرمایا اگر یہاں بیٹھے رہو۔" (بحوالہ تفسیر ابن جریر)

۵۔ دورِ حاضرہ کی مشہور و معروف علمی شخصیت ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے تفسیر بالرائے پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے :۔

"میں کہہ سکتا ہوں کہ مئولین ـــــ (تاویل کرنے والے) خواہ قدما میں سے ہوں یا علماء عصر میں سے ان کی تاویلات دور از کار ہیں۔ انہوں نے عقل کو رہنمائی سونپی اور دھوکہ کھا گئے۔ انہوں نے وہ باتیں کہیں جو ان کے منہ سے نہیں نکلنا چاہئے تھیں۔ انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ حد سے قدم آگے نہ بڑھاتے جس جگہ ان کی قوت فہم و ادراک اور شعور اور بلوغ ختم ہو گئی تھیں وہیں پر ٹھٹک کر رہ جاتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ان کے لئے بھی اور ان لوگوں کے لئے بھی جنہیں انہوں نے فتنہ میں مبتلا کر دیا تھا۔ ان کی تاویلات نے عجیب و غریب گل کھلائے۔ قرآنِ مجید میں "طَیْرًا اَبَابِیْل" کا ذکر آیا ہے۔ وہ چڑیاں جنہوں نے مکہ کی حملہ آور ابرہہ کی حبشی فوج پر کنکریاں غیر مرئی جراثیم۔ یہ تاویل انہوں نے اپنی طرف سے کی حالانکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہؓ سے سورہ الفیل کا یہ مفہوم ہرگز ہرگز مترشح نہیں اور نہ اس نہج پر انہوں نے سمجھا تھا اور وہ اس نہج پر سمجھ بھی نہیں سکتے تھے؟ اور ان کے لئے زیب کب تھا۔ وہ جراثیم سے واقف کب تھے۔؟

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں "سَبْعَ السَّمٰوٰت" سے مراد کواکب و سیارہ ہیں یہ بھی اٹکل پچو ہے۔ یہ ایسی بات کہہ رہے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے کبھی نہیں کہی۔" (اسلام منزل بمنزل صـ ۳۰۶)

موجودہ دور کے چند تفاسیر بالرائے

بندہ کی تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل فرق کی تفاسیر تمام کی تمام یا اکثر و بیشتر "تفسیر بالرائے" کی نوع سے متعلق ہیں۔

۱۔ معتزلہ کی تفاسیر ۲۔ خوارجہ کی تفاسیر

۳۔ روافض کی تفاسیر	۴۔ اسماعیلی فرقہ کی تفاسیر
۵۔ نیچری فرقہ کی تفاسیر	۶۔ قادیانی فرقہ کی تفاسیر
۷۔ باطنیہ کی تفاسیر	۸۔ چکڑالوی فرقہ کی تفاسیر
۹۔ پرویزی فرقہ کی تفاسیر	۱۰۔ تجدد پسند فرقہ کی تفاسیر

۱۱۔ جبریہ، قدریہ اور جہمیہ وغیرہ۔

اب ان کی چند ایک مثالیں ملاحظہ کریں۔

۱۔ معتزلہ کی تفاسیر:—— ۱۔ "معانی القرآن" از واصل بن عطاء۔

۲۔ "معانی القرآن" مؤلفہ ابوعبید قاسم

۳۔ "غریب القرآن" مؤلفہ ابوعبید قاسم

۴۔ "کشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل" مشہور بہ "کشاف"۔ مؤلفہ جار اللہ محمود زمخشری (متوفی ۵۳۸)

۲۔ نیچری فرقہ کی تفاسیر —— یہ دراصل سر سید احمد خان اور اس کے معتقدین حضرات کا گروہ تھا۔ بعض مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی رح نے اپنی تفسیر "نیچریہ" کہا ہے۔ اس فرقہ کی ترجمان ایک ہی تفسیر ہے جسے سر سید احمد خان رح نے لکھنا شروع کیا تھا۔ مگر اہل حق کے مسلسل احتجاج پر وہ بے بس ہو کر بیٹھ گئے۔ اس تفسیر کا نام "تفسیر القرآن" ہے۔

۳: چکڑالوی —— یہ منکرین حدیث ہیں۔ ان کی صرف ایک تفسیر ہے وہ بھی مکمل نہیں۔ اس تفسیر کے ابتدائی پارے سیالکوٹ سے چھپے تھے۔ اس کا نام "تفسیر القرآن بآیات القرآن" از عبد اللہ چکڑالوی۔

۴۔ پرویزی فرقہ: —— یہ لوگ بھی منکرین حدیث ہیں اور اہل قرآن کہلاتے ہیں۔ پرویزی انہیں غلام احمد پرویز کی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ ان کی کوئی تفسیر نہیں۔ البتہ غلام احمد پرویز نے "مفہوم القرآن" ایک کتاب لکھی ہے جو نہ ترجمہ ہے اور نہ ہی تفسیر فقط قرآنی آیات کا مفہوم ہے۔

۵۔ قادیانی: —— یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا فرقہ ہے۔ مرزا نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور امت میں ایک نیا فتنہ پیدا کر دیا۔ اس فرقہ کی چند تفاسیر کی نشاندہی کی جاتی ہے:

(۱) "حسن بیان بن علام حسن" مؤلفہ غلام حسن نیازی پشاوری۔

(۲) "تفسیر احمدی" میر محمد سعید قادری حنفی۔

باقی صفحہ ۶۲ پر